مقدّمہ وحواشی: ڈاکٹر عارف نوشاہی
قراءت ونقل: ڈاکٹر خضر نوشاہی

حسام الدین راشدی کے خطوط احمد حسین قلعہ داری کے نام

مقدّمہ

یہاں پیر حسام الدین راشدی (۲۰ ستمبر ۱۹۱۱۔ یکم اپریل ۱۹۸۲ء) کے چونتیس (۳۴) خطوط پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (پ: ۱۲ شعبان ۱۳۴۱ھ/ ۳۰، مارچ ۱۹۲۳ء) کے نام شایع کیے جا رہے ہیں۔

پیر صاحب پاکستان میں فارسی ادب اور سندھ کی تاریخ وتہذیب کے حوالے سے اپنی تحقیقات کی وجہ سے ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کی فارسی ادب کے لیے خدمات کا اعتراف ایران میں بھی کیا گیا ہے۔[1]

ڈاکٹر قلعہ داری، قلعہ دار، نزد شادی وال، ضلع گجرات کے علماء کے ایک گھرانے کے فرد ہیں۔ تاریخ، تحقیق، عربی، فارسی، اُردو، پنجابی ادب سے یکساں دل چسپی رکھتے ہیں۔ پنجاب کے علمی خاندانوں پر تحقیق کے لیے ان کے پاس کافی مواد ہے۔ اپنی عمر کا بیش تر حصہ بحیثیت اُستادِ اُردو، زمیندار کالج، گجرات میں گزارا اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ آج کل، فرنیچر مارکیٹ، محلہ پڈے، گجرات میں زندگی گزار رہے ہیں۔[2] ان کے پاس مخطوطات اور خطوط کا جو ذخیرہ ہے وہ محققین اور طالب علموں کو ان کے پاس کھینچ لاتا ہے۔ دسمبر ۲۰۰۷ء میں انھوں نے مجھے اپنے ذخیرۂ خطوط سے پیر صاحب کے یہ خطوط اس شرط پر دیے کہ میں انھیں مرتب کر کے شایع کروں۔ میں نے تمام خطوط نقل نویسی کے لیے برادر ڈاکٹر خضر نوشاہی کو دیے جو اس سے پہلے ''مکاتیبِ راشدی بنام ڈاکٹر محمد باقر'' (مطبوعہ، کراچی، ۲۰۰۵ء) مرتب کر چکے ہیں اور پیر صاحب کا شکستہ خط پڑھنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ۹ جون ۲۰۰۸ء کو انھوں نے بڑی محنت اور دقّتِ نظر سے ان خطوط کی تیار کردہ نقل میرے حوالے کی۔ میں ان پر حواشی لکھنے کے لیے اگلے روز ڈاکٹر قلعہ دار صاحب کی خدمت میں گجرات حاضر ہوا اور ایک ایک کر کے خطوط پڑھ کر اہم نکات اور اشارات پر توضیحات لیتا رہا۔ چوں کہ سب باتیں تیس چالیس سال پرانی تھیں، قلعہ داری صاحب کا حافظہ ساتھ نہیں دے رہا تھا اور اس سلسلے میں ان سے کوئی خاطر خواہ مدد نہ مل سکی، لہٰذا خارجی ذرائع سے بعض توضیحی حواشی لکھ دیے ہیں۔

ڈاکٹر قلعہ داری صاحب نے پیر صاحب کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بھی کوئی خاطر خواہ اطلاع بہم نہیں پہنچائی سوائے اس کے کہ پیر صاحب جب تذکرۂ شعرائے کشمیر (زمانۂ اشاعت، ۱۹۶۹۔۱۹۶۷ء) مرتب کر رہے تھے تو خواجہ عبدالرشید (۲۱ مئی ۱۹۱۲۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء) مرتب تذکرۂ شعرائے پنجاب، نے جو اصلاً لاہور کے تھے لیکن بہ سلسلۂ ملازمت کراچی میں رہتے تھے، پیر صاحب کو بتایا کہ پنجاب میں ڈاکٹر قلعہ داری کا کتب خانہ اور خود قلعہ داری صاحب کی معلومات کشمیر کے شعرا کے سلسلے میں مفید واقع ہو سکتی ہیں۔ اس طرح پیر صاحب نے قلعہ داری صاحب سے خط وکتابت شروع کی اور تذکرۂ شعرائے کشمیر

کے لیے مواد حاصل کرتے رہے جس کا اعتراف تذکرے کی جلدوں میں بھی ہے۔ مثلاً:

''اس تذکرے کی ترتیب میں بہت سے دوست میرے مددگار رہے ہیں۔ مواد کی فراہمی اور بعض قیمتی اطلاعات دینے میں...اپنے دوست جناب احمد حسین قلعہ داری کا خاص طور پر ممنون ہوں۔ اس آٹھ نو ماہ کے عرصے میں قلعہ داری صاحب...عملاً میرے شریک حال رہے۔''[۳]

پیر صاحب ایک بار ڈاکٹر محمد اکرام چغتائی کو ساتھ لے کر لاہور سے گجرات آئے اور قلعہ داری صاحب سے ملے۔ اس ملاقات کو یاد کرتے ہوئے قلعہ داری صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ گرمیوں کا موسم تھا اور پیر صاحب سفر کی کوفت اور گرمی کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ کتب خانہ دیکھا اور واپسی پر جب انھیں لاہور کی بس پر چڑھانے گئے تو پیر صاحب گرمی سے بدستور بے حال تھے اور قریشی صاحب سے کہا کہ مجھے ٹھنڈی بوتل پلاؤ!

کچھ خطوط کے بارے میں:

یہ کل ۳۴ خطوط ہیں۔ ان میں سے ۳۲ پیر صاحب کے اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ ہیں۔ دو خطوط (نمبر ۱۶، ۱۹) کسی دوسرے کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں اور صرف دستخط پیر صاحب کے ہیں۔

پیر صاحب کے خطوط چھپے ہوئے لیٹر پیڈ، سادہ، کاغذ اور بعض دوسرے اداروں کے مطبوعہ لیٹر پیڈ پر لکھے ہیں۔ جو خطوط پیر صاحب نے اپنے لیٹر پیڈ پر لکھے ہیں ان پر ان کا رہائشی پتا: ۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی ۵، چھپا ہے۔ اور ان کا نام ''حسام الدین Hussamuddin Rashidi'' درج ہے۔ خط نمبر ۳۲ پر ان کا پتا، علی رضا ہاؤس، ۶۰، الحمرا سوسائٹی، کراچی ۸۱۶۔ بھی لکھا ہے اور عامل کالونی والا بھی۔ الحمرا سوسائٹی والے گھر میں انھوں نے اپنی زندگی کے آخری چند سال گزارے تھے اور میں ایک دفعہ اسی گھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

یہ مکتوب نگاری اُس زمانے میں شروع ہوئی جب پیر صاحب اصلح متخلص بہ میرزا کا ''تذکرۂ شعرائے کشمیر'' (فارسی) مرتب کر رہے تھے جس کا ایک نسخہ انھیں نیشنل لیاقت لائبریری، کراچی میں ملا تھا (اب یہ نسخہ نیشنل لائبریری، اسلام آباد میں منتقل ہو چکا ہے)۔ پیر صاحب ساتھ ساتھ اس کا فارسی تکملہ بھی اسی نام سے لکھ رہے تھے۔ اصلح کا تذکرہ اور پیر صاحب کا تالیف کردہ تذکرہ ۱+۴ جلدوں میں شہنشاہِ ایران اور ان کی ملکہ کی تاج پوشی کی سالگرہ کے موقع پر آبان ماہ ۱۳۴۶ ہجری شمسی مطابق اکتوبر ۱۹۶۷ء میں اقبال اکادمی، کراچی سے شائع ہوا۔ البتہ آخری تین جلدیں ۱۹۶۹ء۔ ۱۹۶۸ء میں سامنے آئیں۔ پیر صاحب کو اس تذکرہ (تکملہ) کے لیے تازہ مواد کی تلاش تھی جو قلعہ داری صاحب انھیں اپنے ذخیرۂ کتب سے فراہم کرتے رہے۔ بیش تر خطوط اسی موضوع سے متعلق ہے۔

کچھ دوسرے موضوعات بھی بہ تکرار ان خطوط میں مذکور ہیں۔ جیسے قلعہ داری صاحب کے پاس پرانے اخبارات کا جو ذخیرہ تھا اس کی فروخت کی بات چیت ہوئی۔ جو بالآخر پیر صاحب کی وساطت سے نیشنل آرکائیوز نے خرید لیا۔ ایک خط میں قلعہ داری صاحب کے کتب خانے کی فروخت کا مسئلہ بھی اٹھا ہے۔ (خط نمبر ۲۷) لیکن یہ بات آگے نہیں بڑھی۔ ان خطوط سے پیر صاحب کی سیرت کا یہ پہلو روشن ہوتا ہے کہ انھیں وطن عزیز کے مخطوطات/ دستاویزات پر مشتمل علمی ذخائر محفوظ کروانے کا کس قدر خیال تھا۔

ابو البرکات منیر لاہوری، فارسی گو شاعر گزرا ہے جس کے حالات تذکرہ شعرائے کشمیر کی تیسری جلد میں درج ہوئے

ہیں۔اس شاعر پر مواد جمع کرتے ہوئے شاید دونوں حضرات (راشدی اور قلعہ داری) کو اس کی شاعری سے مزید دل چسپی پیدا ہوئی اور قلعہ داری صاحب منیر کا دیوان مرتب کرنے لگے (خط نمبر ۹ اور بعد کے خطوط) اور پیر صاحب اس سلسلے میں شوق بڑھاتے رہے اور ساتھ ساتھ اس کی اشاعت کی کوئی سبیل بھی نکالتے رہے۔لیکن یہ بیل بھی منڈھے نہ چڑھی۔

کچھ ذاتی نوعیت کے کاموں کا تذکرہ بھی خطوط میں ہوا ہے جو قلعہ داری صاحب پیر صاحب کے اثر و رسوخ سے حل کروانا چاہتے تھے۔جو کام پیر صاحب کروا سکتے تھے ان کا وعدہ کیا۔جو اختیار سے باہر تھے،صاف انکار کر دیا (خط نمبر ۶،۱۳،۱۴،۲۴،۲۸،۳۳)

خطوط کے بین السطور مکتوب نگار کے مزاج اور مکتوب الیہ سے رابطے کی نوعیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔یہ خط و کتابت بڑی گرم جوشی سے شروع ہوئی (خط نمبر ۱ تا ۲۹) لیکن سرد مہری سے ختم ہو گئی (خط نمبر ۳۰ تا ۳۴)۔ایک خط سے پتا چلتا ہے کہ قلعہ داری صاحب نے خط و کتابت ختم کر دی تھی (خط نمبر ۳۰)،لیکن دوسری طرف پیر صاحب کی علالت اور شاید دیگر مصروفیات بھی مانع رہیں اور وہ پہلے کی طرح تفصیلی اور باقاعدہ خطوط نہ لکھ پاتے۔یہ سرد مہری ۱۹۷۱ء سے شروع ہوتی ہے۔ویسے بھی تذکرۂ شعرائے کشمیر ۱۹۶۹ء میں چھپ گیا تھا جس کے مواد کے لیے یہ خط و کتابت شروع ہوئی تھی۔

پیر صاحب کا ''لاہور والوں'' کے بارے میں اپنا ایک خاص نقطۂ نظر بھی ان خطوط سے واضح ہوا ہے۔لاہور والوں سے مراد وہاں کے ارباب علم اور علمی اداروں کے سربراہ ہیں،جن کے ہاں اپنے آبا کی کتابیں بچانے کی دردمندی نہ تھی۔جب قلعہ داری صاحب کے کتب خانے کی فروخت کی تجویز پیش ہوئی اور پیر صاحب اس معاملے میں دل چسپی لے رہے تھے تو انھوں نے قلعہ داری صاحب کو لکھا:

> ''آپ مطمئن رہیں۔یہ لاہور والے نہیں ہیں۔آپ درحقیقت لاہور گزیدہ ہیں اور ہر آدمی سے خائف ہیں۔میرے توسط سے جتنے مسائل طے ہوتے ہیں،آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اس میں لاہوریات بالکل نہیں ہوتی۔'' (خط نمبر ۲۷)
>
> ''لاہور والے مردود ہیں،انھیں اپنے آثار کا کوئی احساس نہیں۔'' (خط نمبر ۲۸)

یہ بات شاید اس تناظر میں صحیح ہو کہ اُدھر سندھ میں سندھی ادبی بورڈ پیر صاحب کی راہ نمائی میں یکے بعد دیگرے،سندھ کی تاریخ،ادب اور تہذیب پر فارسی،سندھی کتب شائع کر کے اپنے آثار کو محفوظ کر رہا تھا،لیکن اِدھر پنجاب میں کوئی ایسا ادارہ اُس طرح سرگرم نہیں تھا۔اسی طرز پر ڈاکٹر محمد باقر کی قیادت میں پنجابی ادبی اکادمی،لاہور میں ضرور قائم ہوئی جس نے پنجاب کی تاریخ اور ادب پر چند فارسی،اردو کتب شائع کیں۔

پیر صاحب جو خود مورّخ تھے اور اپنی تحقیقات میں تاریخوں کا اہتمام کرتے تھے،حیرت ہے کہ اپنے خطوط میں تاریخ نامکمل ڈالتے۔اکثر خطوط پر صرف دن اور مہینہ لکھا ہے۔جب میں ان ۳۴ خطوط کو زمانی ترتیب دینے لگا تو بڑی پریشان ہوئی۔سال کا تعین کرنے کے لیے مختلف ذرائع آزمائے ہیں۔

الف۔ ڈاک خانے کی مہر،لیکن اکثر مہریں گھسی پٹی ہیں اور سال کے تعین میں کچھ مدد نہیں کرتیں۔[یہ مہریں دیکھ کر اپنے ملک کے محکمۂ ڈاک کی مفلسی کا بھی اندازہ ہوا]۔

ب۔ جن زیرِ طبع کتب کا ذکر خطوط میں آیا ہے ان کے سال ہائے طباعت کو مدِ نظر رکھ کر سال متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔

ج۔ زیر بحث مسائل کے تسلسل کو بنیاد بنا کر متعین کیا گیا کہ یہ بات بھی اسی سال زیر بحث آئی ہوگی۔

پیر صاحب کا سوادِ تحریر کوئی قابلِ رشک نہیں ہے۔ یہ خطوط دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قلم گھسیٹ رہے ہیں۔ ان کی درست قراءت کے لیے مشق کی ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خضر نوشاہی صاحب کو یہ مشق حاصل ہے۔ پھر بھی ایک دو مقامات پر الفاظ نہیں پڑھے جاسکے۔

پیر صاحب ویسے تو اُردو نویسی میں صاحبِ طرز تھے اور ان کے بعض اُردو مقالات بہت دل چسپی سے پڑھے جانے والے ہیں۔ لیکن ان کے مقالات کی نثر والی چاشنی اور دل چسپ اسلوب ان خطوط میں نظر نہیں آتا۔ یہ سب سیدھے سادے انداز میں لکھے گئے ہیں۔ بعض الفاظ میں پیر صاحب کا املا بھی اپنا ہے۔ انھوں نے دو تین مقامات پر ''وعدہ'' کو ''واعدہ'' لکھا ہے (خط نمبر ۴، ۲۴، ۲۸) حیرت ہے ایک جگہ پیر صاحب نے ''مضایقہ'' کو ''مذایقہ'' لکھ دیا ہے (خط نمبر ۲)۔ یہ سہوِ قلم ہے۔

مشاہیر کے مکاتیب شایع کرنے سے ہمیں جو علمی فوائد حاصل ہوتے ہیں، سو ہوتے ہیں، ان مکاتیب کے بین السطور ہم مکتوب نگار کے اخلاق، مذاق اور برتاؤ کو بھی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور جو لوگ مشاہیر کی سوانح حیات لکھتے ہیں وہ خطوط سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔

امید ہے پیر سیّد حسام الدین راشدی، جن کے فارسی، اُردو اور سندھی ادب پر بہت احسانات ہیں، ان کا سوانح نگار ایسے خطوط سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائے گا۔

(۱)

۱۰/فروری ۱۹۶۷ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

محترم جناب احمد حسین صاحب!

السلام علیکم

میں شکر گزار ہوں کہ آپ میرے علمی مشاغل میں غائبانہ دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے۔ آپ کے کتب خانے[۱] اور آپ کی ذات والاصفات کے متعلق خواجہ صاحب[۲] سے ہمیشہ تعریف سنتا رہا۔ شوق تو بہت کچھ ہے لیکن ہم ایک دوسرے سے اتنے دور ہیں کہ آنا اور دیکھنا بظاہر بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ میں لاہور اکثر آتا رہتا ہوں۔ نہیں معلوم آپ کے پاس بذریعہ کار پہنچا جاسکتا ہے یا نہیں، اور کتنا فاصلہ ہے۔ یہ جواہر پارے جو آپ کے پاس ہیں، جب تک ان کو دیکھا نہ جائے، قدر و قیمت کا اندازہ مشکل ہے۔

میں کشمیری شعراء کا تذکرہ مرتب کر رہا ہوں،[۳] جسے دیر میں دیر، اگست تک شائع کرنا ہے۔ آپ کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں آپ کے پاس مواد موجود ہے۔ وقت بہت کم ہے، اگر شعراء کی فہرست معہ ولدیت، تاریخ، مدفن و انتخاب بھیج دیں تو بڑا احسان ہوگا۔

نیز یہ بھی مطلع فرمائیں کہ اس سلسلے کی کون سی کتابیں آپ کے پاس ہیں۔ تاکہ کتاب میں، آئندہ کام کرنے والوں کے لیے ایک فہرست درج کردوں۔

زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں۔

نیاز آگین، حسام الدین

(۲)

۱۰/مارچ ۱۹۶۷ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

دانش مند محترم جناب قریشی صاحب!

آپ کے دونوں والا نامہ وصول ہوئے، پہلے کا جواب مفصل اور فرصت سے دینا چاہتا تھا، اس لیے دیر ہوئی۔ آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی، معافی طلب ہوں۔

۱۔ میں فارسی زبان کے کشمیری شعراء کا تذکرہ مرتب کر رہا ہوں۔ تقریباً ۸سو کے قریب شعراء کو جمع کرلیا ہے۔ پورے چھپے ہوئے اور بعض خطی تذکرے میرے سامنے ہیں۔

۲۔ آپ نے افسوس ہے اپنے مقالہ کو مکمل کرنا چھوڑ دیا، آپ خود مکمل کرلیں، ضرور چھپ جائے گا۔ کامل چیز کے چھپنے کے سیکڑوں مواقع پیدا ہو جاتے ہیں اور ایک موضوع پر متعدد قلم اٹھ سکتے ہیں کوئی مذائقہ [کذا: مضایقہ] نہیں ہے۔ ہر ایک لکھنے والے کی اپنی راے اور اپنا انداز ہوتا ہے۔

۳۔ مقبل کشمیری، حسین کشمیری اور پیر خرابات کے حالات اور اشعار کا انتخاب مجھے لطفاً بھیج دیں تا کہ میں بھی اپنے مجموعہ میں شامل کرلوں۔

۴۔ آپ نے کشمیری شعراء کے ایک نامکمل تذکرہ کا ذکر کیا ہے۔ جی بہت للچا رہا ہے۔ اگر ان کے متعلق ضروری معلومات اور فارسی عبارت میں حالات و اشعار کا اختصار کر کے مجھے بھجوادیں تو میں اپنے تذکرہ میں آپ کی طرف سے شائع کردوں۔ (حاشیہ پر): اگر یہ شعراء فارسی گو ہیں۔

۵۔ میرزا احمد توفیق کے حالات اور ان کے اشعار کا کامل انتخاب بھی مرحمت فرمادیں۔ میرے پاس ایک توفیق کا حال ہے، نصف سطر میں، اور دو شعر:

بس کہ اہل فکر افتادند در فکرِ سخن
آبکش ’’سقا‘‘ تخلص کرد و درزی ’’سوزنی‘‘
این زمان صاحب کمالی منحصر در دولت است
ہر کہ زر دارد بدورِ خود بود ملاّ غنی

میں ان دنوں سخت مصروف ہوں، چاہتا ہوں کہ یہ کتاب اگلے مہینہ تک ختم ہو کر پریس میں چلی جائے۔

مجھے اس سال بشرطِ خیریت ان شاء اللہ تین اور کتابیں ایڈٹ کر کے شایع کرنی ہے۔ اس لیے سرتاپا غرق ہوں۔

میں نے خواجہ صاحب سے عرض کیا ہے کہ دو چار دن کی چھٹی لیں، تا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کریں۔ دیکھیں کب تیار ہوتے ہیں۔

آپ کشمیری شعراء کے سلسلہ میں میری مدد فرمایئے۔ آپ کے کرم اور لطف کو زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ آج علمی امداد

دینے والے کہاں ملتے ہیں؟ چاروں طرف قحط ہے اور جو چند حضرات ہیں، وہ یا تو سست یا تنگ دل، آدمی کہاں جائے۔ جس کو کام ہے وہ کس کے در پر بھٹکے؟

براہ کرم کسی خدمت کا مجھے ارشاد کیجیے!

والسلام حسام الدین

(۳)

۲۵/مارچ ۱۹۶۷ء

محترمی! السلام علیکم

آپ کا مکتوب ملا، توفیق دغیرہ کا انتخاب بھی ملا، عین عنایت۔ میں ۶ سے ۱۰ اپریل تک لاہور میں میوزم کانفرنس میں شرکت کے لیے رہوں گا۔ کیا آپ ان دنوں میں لاہور ایک دن کے لیے آسکتے ہیں۔ میں آپ کی زیارت بھی کرلوں اور کچھ کتابوں کے سلسلے میں بھی بات کریں۔

جواب کی عنایت جلد ہو۔

لاہور میں شاید امبیسڈر ہوٹل میں قیام ہوگا۔ لیکن صحیح پتہ آپ کو مرکزی اُردو بورڈ G/۳۶ گلبرگ سے ملے گا۔ ان کا فون ہے: 80185-80243

والسلام حسام الدین

(۴)

۲۹/مارچ ۱۹۶۷ء

۵/۳۶ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

مکرمی! جناب کا گرامی نامہ معہ مواد آج ملا، بڑی مہربانی۔

غلام حسین شاہ میرے دوست ہیں ان سے خط و کتابت ہے۔ لاہور میں چھپی ہوئی کتاب بھی میرے سامنے ہے۔ میں نے زیادہ تر اصل مصادر سے رجوع کیا ہے۔ بہر حال اس طرح کا بھی پورا مواد پیش نظر ہے اور رہے گا۔

آپ جس طرح اوریجنل مواد دے رہے ہیں وہ ابھی کسی اور جگہ سے نہیں آیا۔ جزاک اللہ۔

میں شاید لاہور نہ آؤں۔ اس کے سلسلے میں آپ سے لاہور ملنے کی درخواست کی تھی، اس خط میں آپ نے واعدہ [کذا: وعدہ] فرمایا ہے۔ لیکن اب زحمت نہ فرمائیں۔ اگر میں آ گیا، جس کا گماں کم ہے، تو میں ان شاءاللہ خود ایک دن کے لیے آجاؤں گا۔ ان شاءاللہ

والسلام

ارادت مند، حسام الدین

[پس نوشت حاشیہ] آپ کے دونوں مقالے ملے۔ رات پڑھوں گا۔

(۵)

یکم اپریل ۱۹۶۷ء

محترمی و مکرمی!

السلام علیکم۔ ارادہ کرلیا کہ اب ۶ تاریخ کو لاہور پہنچنا ہے۔ ان شاء اللہ۔ اور غالباً ۱۲ تک قیام رہے گا۔ ۷ تا ۹ میوزم کانفرنس ہے جو یونیورسٹی ہال میں منعقد ہے۔ اور ۱۰۔ ۱۱ کو یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ ادبیات میں میٹنگ ہے۔

ابھی یہاں تک لکھا تھا کہ آپ کا والا نامہ آیا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپ اگر ۹ کو تشریف لائیں تو مجھے میوزیم کانفرنس میں ملیں۔ آپ حمید الدین خاں صاحب[۱] V.C کے P.A نثار صاحب سے پوچھیں گے تو آپ کو بتادیں گے اور اگر ۱۰ کو تشریف لائیں تو V.C کے کمرہ میں ہم میٹنگ کر رہے ہوں گے۔ آپ P.A کے کمرہ میں تشریف لا کر مجھے اطلاع کرائیں۔

۹ تک قیام ایمبسڈر ہوٹل میں ہوگا اور اس کے بعد اُردو بورڈ کے آفس میں 36/G گلبرگ، جہاں کا ٹیلی فون نمبر 80185, 80243 ہے۔

آپ جب بھی تشریف لائیں تو سیدھے یونیورسٹی میں آجایئے گا ممکن ہے کہ دیر کی حالت میں کہیں چلا جاؤں۔

والسلام

بامید دیدار، حسام الدین

(۶)

۳۰ رمئی ۱۹۶۷ء

برادر مکرم!

میں شرمندہ ہوں کہ ابھی تک جواب عرض نہ کرسکا۔ تذکرہ کے سلسلے میں ہوش و حواس خطا تھے اور ابھی تک اپنے میں نہیں ہوں۔ خدا کے فضل سے اب چھپنا شروع ہوگیا ہے۔ لیکن روزانہ پریس کو مواد تیار کر کے بھیجنا پڑتا ہے۔ دعا فرمایئے۔

آپ کے قطعہ کا کیا عرض کروں مجھ خاکسار کو شرمندہ کیا۔ میں اس لائق کہاں۔ یہ آپ کی بڑائی اور اپنی خاندانی لیاقت ہے۔ بہر حال یہ بہترین یادگار ہے جو میں نے بڑے افتخار کے ساتھ سنبھال رکھی ہے۔[۱]

میرا تعلق کوئی محکمۂ اوقاف سے نہیں ہے لیکن پھر بھی میں اکرام صاحب کو خط لکھ دوں گا، ممکن ہے وہ صاحب کچھ کریں۔

آپ براہ کرم اس کام [کو] نہ چھوڑیں، اور گجرات کے فارسی ادب کی تاریخ مکمل کریں۔ کوئی صورت خدا چھپوانے کی پیدا کرے گا۔ میں آج لاہور ایک دن کے لیے جارہا ہوں۔ یہ عریضہ آپ کو کراچی ائرپورٹ سے لکھ رہا ہوں۔ آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ کہاں آ کر خط لکھنے کی فرصت پائی ہے۔ میں اپنی کتاب بھیج دوں گا، لیکن تھوڑے سے وقفے کے بعد، جب کہ میں کسی وقت حیدرآباد جاؤں۔

کیا آپ بندوبست کرسکتے ہیں کہ احمد یار خان یکتا کے قبر اور مقبرے کے فوٹو نکلوا کر مجھے بھیج دیں۔[۳]

حسام الدین

(۷)

۱۵جون ۱۹۶۷ء

بھائی صاحب!

۱۔ سخت مصروف ہوں۔ کتاب پریس میں ہے، چھپ رہا ہے [کذا] اور لکھ رہا ہوں، دعا کریں۔

۲۔ نواب احمد یار کے فوٹو فوراً مہیا کریں۔

۳۔ منیر لاہوری وغیرہ کے متعلق آپ مفصل نوٹ روانہ کریں، تاکہ میں اس کی بنا پر بات شروع کروں۔

۴۔ مسند ابویعلیٰ دہات میں ہے۔ فوٹو کے لیے شہر میں لانے شاید ہی دیں۔ دو کتب خانے اور دو جھنڈے والے پیر ہیں۔ کس کے کتب خانے میں ہے؟ دونوں میرے عزیز ہیں۔ لیکن نااہل!

حسام الدین

[پس نوشت] قدسی مشہدی اور طالب آملی کا دیوان کہیں ہے؟ آپ دلا سکتے ہیں؟ منیر لاہوری نے کشمیر کے سلسلے میں اگر کچھ کہا ہے نقل فوراً بھیج دیں۔

(۸)

۶/جولائی ۱۹۶۷ء

حضرت محترم و مکرم!

السلام علیکم۔ منیر لاہوری کے [کذا: کی] مثنوی کا منتظر ہوں۔ دیوان میں اگر کشمیر سے متعلق متفرق اشعار ہوں تو وہ بھی عنایت فرمایئے۔

احمد کشمیری کے دیوان کے ۱۵اوراق جو [آپ کے پاس] ہیں وہ یا اُن کا انتخاب بھی ارسال فرمائیں۔

مسند ابویعلیٰ کے سلسلے میں خط لکھا ہے۔ جواب آنے پر عرض کروں گا۔

والسلام

حسام الدین

[پس نوشت] میں مصروف ہوں۔ آپ براہ کرم خط و کتابت بند تو نہ کریں۔ ڈھارس بندھتی ہے اور شوق کو مہمیز لگتی ہے۔

(۹)

۱۱/اگست ۱۹۶۷ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

بھائی!

۱۔ اچھا ہوا کہ منیر آپ نے مولانا[۶] کو بھیجا۔ آپ خود بھی ایک دن کے لیے ان کی خدمت میں آئیں۔ وہ ست ہیں۔ فوراً آپ منیر کو تیار کیجیے تاکہ ایک کتاب تو آپ کی، اہل علم کی محفل میں آجائے۔[۷]

۲۔ تذکرہ، جیسا کہ عرض کیا تھا دو جلدوں میں الگ الگ بیک وقت چھپ رہا ہے۔ پہلی جلد محمد اصلح کی اور دوسری میری۔
۳۔ منیر کی مثنوی فوراً نقل کر کے بھجوایئے۔

بارش سے نجات تو ملی لیکن نقصان بہت کر گئی۔ اللہ پاک محفوظ رکھے۔ بھائی صاحب مقالات اور تکملہ دونوں ؎ رکھے ہوئے ہیں لیکن وقت نہیں کہ پارسل کرا کے بھیجوں۔ صبح سے شام تک تذکروں کے [کذا: کی] مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں۔ آپ حالت دیکھتے تو رحم آتا۔

والسلام
حسام الدین

(۱۰)

۱۲/اگست ۱۹۶۷ء
۵/۳۶ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

برادرِ مکرم!

ابھی توفیق کشمیری کی سوانح پیشِ نظر ہے۔ آپ نے دو غزلیں بھیجی ہیں:

۱۔ طور طرز الخ
۲۔ عاشق نغمہ ام الخ

بقیہ غزل بحر طویل والی غزل، سراپائے مہری عرب اور تین قصیدہ آج ہی ارسال فرمادیں۔ ایک ہفتہ کے اندر یہ سوانح پریس میں جائے گی۔ اس عرصہ میں بھیجی جائے تا کہ شامل کروں۔

کل ایک خط لکھا ہے۔

حسام الدین

(۱۱)

۳۰/اکتوبر ۱۹۶۷ء

برادرِ مکرم!

کل بتاریخ ۱۲۸ کتوبر تذکرہ محمد اصلح اور میرے لکھے ہوئے تذکرہ کی پہلی جلد تیار ہوگئی۔ جلد بندی میں ہے۔ پہلی کاپی فوراً بھجوادی جائے گی۔

منیر کی ایک مثنوی پہنچی، نقل ہونے کے بعد ارسالِ خدمت ہوگی، لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ بہت کچھ کشمیر کے سلسلے میں منیر کا ہے، وہ بھی تو بھیج دیجیے۔

میرے تذکرہ کی پہلی جلد ''الف'' تا ''شین'' چھپ گئی ہے، اب ''ص'' تا ''یاء'' رہ رہی [کذا: گئی] ہے، دو تین دن ستانے کے بعد اس کی چھپائی شروع ہوگی لہٰذا اب ''ص'' کے بعد کا مواد جو کچھ ذہن میں آئے فوراً ارسال کریں۔

آپ کے سارے کام یاد ہیں۔ ان شاء اللہ سب خیریت ہوگی۔

حسام الدین

(۱۲)

۸/نومبر ۱۹۶۷ء

۵/۳۶ عامل کالونی ۲، کراچی،۵

بھائی میرے!

آپ کے دو خط ملے، آخری میں کتابوں کی رسید ہے۔

اصلح کا تذکرہ اور میرے تکملہ کی پہلی جلد ۳۱ تاریخ [کو] چھپ کے آ گئے، اس وقت جلد بندی میں ہیں۔ پہلی کاپی آپ کی خدمت میں بھیج دی جائے گی، آپ مطمئن رہیں۔ اس وقت تکملہ کی دوسری جلد جو ''ص'' سے ''یاء'' تک ہوگی، چھپ رہی ہے۔ مصروف ہوں، اگر حالات اس طرح رہے تو دسمبر تک نکل آئے گی اور خدا کے فضل سے کشمیر سے فراغت ہو جائے گی۔ سال نیا اور پھر کام نیا!

آپ اپنے دوست کو کہیں کہ اُردو داستان پر جو کتاب لکھی ہے، اس کا [کذا: کے] مسودہ کی ایک نقل انجمن ترقی اُردو کراچی میں جناب مشفق خواجہ کو میرے حوالے سے بھیج دیں۔ اگر وہ کسی معیار کی ہوگی اور اس موضوع پر پہلے کسی نے کام نہیں کیا ہے تو ان شاء اللہ چھپوانے کی کوئی صورت کریں گے۔ آپ مطمئن رہیں۔

کلیات منیر کے تصحیح شدہ نسخہ میں سے اگر آپ نے مثنوی کشمیر کی بھیجی ہے تو آپ براہ کرم اس پورے مسودہ کو از سر نو صحیح سائنٹفک طریقہ سے ایڈٹ کریں۔ پھر مولانا کو دیں، اس صورت حال سے وہ لوگ نہیں چھاپیں گے۔ یہ فقط نقل ہے۔

میں چاہتا تھا کہ منیر نے علاوہ اس مثنوی کے اگر کوئی اور شعر، غزل یا قطعہ کشمیر کے بارے میں کہا ہے تو وہ بھی بھیج دیں۔

آپ نے سندھ کے سلسلہ میں جن کتابوں کا ذکر کیا ہے، اس کے سلسلہ میں پھر بھی لکھوں گا۔ بہر حال مولانا محمد ہاشم اور اس کی کتابوں کے سلسلہ میں آپ تکملہ مقالات الشعراء میں میرے حواشی پڑھ لیں۔

کشمیر کے تذکرے کا جو تکملہ میرے تألیف سے شایع ہوا ہے اس میں آپ نے جو کچھ عنایت فرمایا تھا، وہ آپ کے نام سے ہی عیناً دے دیا ہے۔ نیز دیباچہ میں بھی شکریہ ادا کر دیا ہے۔

''ص'' سے ''ی'' تک کے سلسلہ میں علاوہ منیر کے اور کیا آپ مدد کر سکتے ہیں؟ براہ کرم جلد لکھئے۔

طالب آملی کا کلام یا وہ اشعار جو کشمیر پر کہے ہیں، مل سکتے ہیں؟ اور دیوان کس کے ہیں آپ کے پاس؟

حسام الدین

(۱۳)

۲۱/دسمبر ۱۹۶۷ء

۵/۳۶ عامل کالونیؑ ۲، کراچی،۵

برادر مکرم!

میں واپس آ گیا۔ حمید احمد خان سے آپ کے متعلق میری اور مولانا مہر کی بات ہوئی، وہ خود شاکی تھے کہ آپ کو جگہ دی گئی اور آپ نے انکار کر دیا۔ نیز یہ کہ ''تاریخ ادبیات'' کے سلسلہ میں آپ کو کئی ابواب تجویز کیے گئے آپ نے ان کے لکھنے

سے بھی انکار کردیا۔ آپ خود ہی فرمادیں کہ کیا کیا جائے۔ جو حکم ہو لکھ دیں۔ حمید احمد خان صاحب سے آپ خود جا کر ملیں، وہ آپ کے بھائی کے بہت دوست ہیں بلکہ کلاس فیلو۔

آپ کو تذکرہ بھیج دیا گیا ہے، قدسی کی نعت اور اس کے تتبع میں جو کچھ لکھا گیا ہے، تلاش بسیار کے بعد فوراً بھیج دیں۔

والسلام

حسام الدین

(۱۴)

۸/جنوری ۱۹۶۷ء

بھائی صاحب!

آپ ملفوف ایڈریس سلپ پر پہلے فہرست بنا کر بھیج دیں اور لکھیں کہ یہ اخبارات آپ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک پر نوٹ بھی لکھیں: قدامت، سال، پرچہ، کب سے کب تک وغیرہ۔ قیمت نہ لکھیں۔ جب یہاں سے منگائیں اس وقت قیمت اس خط میں لکھیں۔ منگانے پر آپ کسی میل ٹرین سے جو راست کراچی پہنچ رہی ہو اس میں بھجوا دیں کسی لکڑی کے بکس میں ڈال کر اور بلٹی، اوپر کے ایڈریس پر رجسٹری کر کے بھیج دیں۔

یعقوب صاحب کے متعلق ایک خط کا جواب آیا ہے، ارسال خدمت ہے۔ کوشش تو کر رہا ہوں، لیکن خدا کرے کامیاب ہو!

حسام الدین

(۱۵)

۳/مارچ ۱۹۶۸ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

برادر مکرم!

آپ کا خط ملا، میں بے انتہا مصروف ہوں اس لیے جواب نہیں دیا۔ دوسری جلد نکل آئے، تیسری جو انشاء اللہ آخری ہے ۱۵۔۲۰ روز کے اندر تیار ہو جائے گی۔ اس لیے میں ہوش و حواس میں نہیں ہوں۔

قدسی چھپ گیا ہے۔ میں نے نعت تو دے دی ہے لیکن تضمین کوئی نہیں دی۔ مجھے سوائے آپ کے ایک دو کے اور کوئی نہیں ملی۔ اگر کہیں سے فہرست مل جاتی تو تقریباً ایک آدھ پھر دے سکتا تھا۔ لیکن اس طرح مناسب معلوم نہیں ہوا۔

جلد مجلد ہو کر آپ کو مل جائے گی۔ اطمینان فرمائیں۔

اور کیا حالات ہیں؟

حسام الدین

[پس نوشت] منیر لاہوری کی مثنوی ابھی کچھ دیر کے بعد واپس کروں گا۔

(۱۶)

۱۶/مارچ ۱۹۶۸ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

مکرمی!

اس وقت منیر کی مثنوی[۱] ایک دو دن میں چھپائی میں جانے والی ہے۔ اس کی تصحیح میں سخت دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ جس کسی نے نقل کیا ہے، اس نے ایسی غلطیاں کی ہیں کہ بغیر اصل دیکھے ان کی تصحیح نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ کے پاس اس مثنوی کا اصل مخطوطہ ہے تو آج ہی بذریعہ ہوائی ڈاک بھجوا دیں، ورنہ یہ پورا منظومہ غارت ہو جائے گا۔ ہر صورت میں مخطوطے کو آج ہی ڈاک کے حوالے کر دیں۔

امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

حسام الدین راشدی

(۱۷)

۷/جون ۱۹۶۸ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

بھائی صاحب!

میں ۳۰ اپریل سے ۷ جون تک ایران میں رہا، آپ کا مکتوب واپس آ کر پڑھا، معلوم نہیں کہ آپ کو تذکرے کی کتنی جلدیں ملی ہیں، بقیہ جواب آنے پر بھیج دوں گا۔ ۲، ۳ شائع ہو چکی ہے، جلد ۴ پریس میں ہے۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ تذکرے کا کام پورا ہو جانے کے بعد بھی مجھے بھولیے گا نہیں۔ آپ سے ہمیشہ استفادہ کرتا رہوں گا۔

والسلام

حسام الدین

[پس نوشت] تذکرے پر اپنا تبصرہ فوراً لکھ کر روانہ کریں کہ میں آخری جلد میں تمام آرائیں چھاپ رہا ہوں۔

(۱۸)

۲۰/اکتوبر ۱۹۶۸ء

۳۶/۵ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

بھائی!

آپ کا خط ملا، مولوی صاحب[۱] سے میں ملا تھا، انھوں نے فرمایا کہ دیوان منیر بطور دیوان کے مرتب شدہ ان کے پاس نہیں آیا، بلکہ ایک انتخاب تھا اور وہ بھی بے ترتیب۔ اس لیے بقول ان کے جیسا آپ کو انھوں نے مشورہ دیا ہے، آپ ترتیب کے ساتھ تیار کریں۔ ضرور چھپے گا، ضرور چھپے گا، آپ اطمینان فرما دیں۔

آپ کے بقیہ کام میں ۳۱ تاریخ کے بعد کروں گا جبکہ تذکروں سے فارغ ہو جاؤں۔

دو جلدیں جلد بندی میں ہیں، تیسری جلد پریس میں ہے۔ نومبر کے شروع میں پہلی دو جلدیں اور آخری تاریخوں میں تیسری جلد آپ کو مل جائے گی۔

تکملۂ مقالات اور مقالات[۲] آج میں نے ادبی بورڈ کو لکھ دیا ہے۔ آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گی۔ اطمینان فرمادیں۔

اب ایک کام کیجیے۔ منیر لاہوری کی دونوں مثنویاں ابھی تک نہیں پہنچیں۔ خدا کے لیے آج ہی ارسال کریں، میں خود نقل کرالوں گا اور بحفاظت آپ کو واپس کردوں گا۔ میم کا باب عنقریب چند دن میں پریس جا رہا ہے۔ مجھ پر یہ احسان کیجیے۔

حسام الدین

(۱۹)

۲۲ر جنوری ۱۹۶۹ء

۵/۳۶ عامل کالونی ۲، کراچی، ۵

برادر مکرم!

افسوس ہے کہ میرے خطوط آپ کو نہیں پہنچے۔ کل آپ کا خط پہنچا تو یہ بات معلوم ہوئی۔ میں نے ڈار صاحب[۱] سے کہا ہے کہ بقیہ دو جلدیں خدمت میں ارسال فرمادیں۔ آخری جلد زیر طبع ہے۔ دعا فرمائیں کہ جلد رہائی پاؤں۔

اس دفعہ لاہور میں ۱۵ تا ۲۱ رہا۔ میرزا حضور[۲] سے مشورہ بھی کیا کہ آپ کی خدمت میں پہنچے [پہنچیں] لیکن یقین نہیں تھا کہ آپ ہوں گے، کالجیں بند ہیں۔

آپ نے تذکروں کی کیفیت نہیں لکھی، اگر ممکن ہوسکے اور میرے پاس بذریعہ رجسٹری دونوں تذکرے بھیج سکیں تو میں دیکھ کر عرض کرسکوں گا۔ کشمیر پر زیادہ کام کرنے سے تو میں رہا، آپ ہی کریں تو اچھا ہوگا، جو امداد ممکن ہوسکے گی دوں گا، اس میں دریغ کیوں کروں گا، آپ کے اتنے لطف و احسان مجھ پر ہیں۔

تذکرے بھیجیے تو کچھ اندازہ ہو، میں [نے] ایک اور تذکرہ۔ جواہر العجائب۔[۳] شائع کیا ہے وہ بھی عنقریب ارسال خدمت کروں گا۔

حسام الدین

(۲۰)

۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

عزیزم! خیال ہے کہ قریبی عرصہ میں، میں نے آپ کو خط لکھا ہے، کئی دنوں سے آپ کی خیر خبر نہیں ہے، نہ جانے کیا حال ہے؟

آپ کو غالباً تذکرے کی چوتھی یعنی میرے اضافے کی آخری جلد پہنچ چکی ہوگی۔ میں ۶ تاریخ سے یہاں ہوں، آج شام کو کراچی جا رہا ہوں۔ ۸ تاریخ کو ایک دو دن کے لیے پھر آنا ہے۔

میں اس وقت دو کتابیں مرتب کر رہا ہوں۔

۱۔ تحفۃ الکرام (تاریخ و تذکرۂ سندھ) میر علی شیر قانع
۲۔ میرزا اغازی اور اس کی بزم ادب
دونوں پریس میں ہیں، کام شروع ہے۔

آج محمد اکرام چغتائی سے آپ کے اور آپ کے کتب خانے کے متعلق باتیں ہوئیں۔ ممکن ہے میں ۹ تاریخ [کو] ایک دن کے لیے دیکھنے آ جاؤں، لیکن ابھی یہ بات قطعی نہیں ہے۔ اکرام صاحب ۲۶ کو غالباً آپ کے یہاں آئیں گے۔ وہ فیصلہ کر کے مجھے کراچی لکھیں گے۔ اس کے مطابق میں اپنا پروگرام رکھوں گا، اگر اور کوئی بات مزاحم نہ ہوئی۔

اکرام صاحب سے معلوم ہوا کہ علماء کا ایک تذکرہ آپ کے پاس خطی ہے، جس سے انھوں نے بھی اقتباس لیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سندھ کے علماء کا بھی اس میں ذکر ہے۔ اعتماد تو آپ کا مجھ پر ہے، اس لیے ممکن ہے کتاب مستعار بھیج بھی دیں، لیکن پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سندھ کے کن علماء کا ذکر اس میں ہے۔ کیوں کہ ممکن ہے کچھ ایسے بزرگ ہوں جن کا ذکر تحفۃ الکرام میں ہو، اور یہ مزید حال مجھے تعلیقات میں لانا پڑے۔ بہر حال عریضہ پہنچنے کے ساتھ آپ تذکرے کے متعلق مفصل یا مجمل۔ نوٹ: سال مصنف [کذا: تصنیف] اور دیگر ضروری چیزوں کے بارے میں لکھ بھیجیں۔ خاص طور پر یہ کہ کن سندھی علماء کا ذکر ہے۔ اگر میں نہ آ سکا تو منگا لوں گا، اور اگر آیا تو خود دیکھ لوں گا۔ میرا خیال ہے کہ صبح کو یہاں سے اتوار کو روانہ ہو جاؤں، شام کو ۷ بجے سے پہلے لاہور پہنچ جاؤں، اور رات کے جہاز سے جو ۱۰ بجے چلتا ہے اس میں کراچی چلا جاؤں۔ فی الحال یہ خیال ہے، آگے خدا کی مرضی، بہر حال آپ فوری جواب عنایت فرمائیں۔

اپنے حالات سے بھی آگاہی بخشیں۔

حسام الدین

(۲۱)

۲ رنومبر ۱۹۶۹ء

محترمی قلعہ داری صاحب! السلام علیکم

محمد اکرام چغتائی نے لکھا ہے، جس کی وجہ سے آپ کا کتب خانہ دیکھنے کی کشش اس حد تک پہنچ گئی کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ۹ تاریخ صبح کو ریل کار میں چلوں اور شام کی تیز رو میں واپس آ ؤں۔ یہ عریضہ اطلاع کے لیے لکھ رہا ہوں، میرے ذوق کی کتابیں الگ رکھیے گا تا کہ میں فوری دیکھ لوں، اور اگر ہو سکے تو تذکرۂ اولیاء جو اس وقت آپ کے عزیز کے مطالعے میں ہے ایک دن کے لیے منگا لیجیے، میں چاہتا ہوں کہ میرے کام کی چیز اس میں کیا ہے ظاہر ہے کہ وقت تھوڑا اور دیکھنے کی ہوس زیادہ ہے۔ اگر کوئی تاریخی عمارت ہو تو اسے بھی دیکھ لوں گا۔

میں نے ڈار صاحب کو لکھا ہے کہ جو جلدیں آپ کو نہیں بھیجی گئیں وہ فوراً بھیج دیں، میرا خیال ہے کہ اب تک پہنچ گئی ہوں گی۔

والسلام نیاز مند
حسام الدین راشدی

(۲۲)

۱۸؍نومبر ۱۹۶۹ء

بھائی صاحب!

ابھی خط ملا، تاریخوں کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن اپنی تعریف اپنی کتاب میں شائع کرنا باعثِ شرم ہے۔ بہر حال ان تاریخوں کو ضایع نہ کروں گا، اپنے دل سے لگا کر رکھوں گا، اگر ممکن ہوا تو چھاپ بھی دوں گا۔

یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ محمد جان قدسی کا دیوان فوراً بلکہ ابھی لے کر ارسال کر دیں۔ قیمت جتنی طے کریں گے میں دوں گا۔ آپ کو نذر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ کے ویسے ہی مجھ پر احسان بہت ہیں، جو زندگی بھر تک سبکدوش ہونے نہیں دیں گے۔ اس وقت میں ''ص'' سے ''ط'' تک مکمل کر رہا ہوں۔ ۴، ۵ روز تک ''ع'' شروع کروں گا۔ لہٰذا قدسی فوراً چاہیے، آپ فوراً لے کر بھیج دیں۔ باقی پھر۔

تذکرے جلد بندی میں ہیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کو فوراً بھیج دیے جائیں۔

نیاز مند

حسام الدین راشدی

(۲۳)

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۹ء

بھائی صاحب!

آج لاہور سے جواب ملا کہ اکرام صاحب خریدنے پر آمادہ نہیں۔ اب آپ تمام اخبارات بحفاظت تمام اپنے خط کے ساتھ اور قیمت کے ساتھ بذریعہ ریلوے پارسل

اسسٹنٹ ڈائریکٹر آرکائیوز

سینٹرل گورنمنٹ پاکستان کراچی

پر فوراً بھیج دیں اور لکھیں کہ آپ ان اخبارات اور رسائل کو فلاں قیمت پر بیچنا چاہتے ہیں، لہٰذا وہ آئندہ میٹنگ میں رکھیں۔ مجھے اس خط کی کاپی ارسال فرما دیں۔ خط انگریزی میں ٹائپ شدہ ہو۔ بلٹی اس خط میں بھجوا دیں تاکہ چھڑا لیں۔ کرایہ آپ ادھر دے دیں، پارسل پسنجر ٹرین بلکہ میل ٹرین [سے] بھجوا دیں۔

والسلام

حسام الدین

(۲۴)

۲۳؍جنوری ۱۹۷۰ء

۱۔ گرامی نامہ ملا، کل ہی ربانی صاحب[۱] تشریف لائے تھے، میں نے تاکید کی، آپ اس نوجوان کو ڈومی سائل سرٹیفکیٹ کے ساتھ بھیج دیں۔ نیز جو کچھ پاس کیا ہے اس کے سرٹیفکیٹ بھی ساتھ ہوں۔

احمد ربانی صاحب ریلوے کے بڑے افسر ہیں، مولانا محمد شفیع کے صاحبزادے، پوری ریلوے پر حاوی ہیں، ۲۴ مین روڈ پر قیام ہے۔ ٹیلیفون ڈائریکٹری میں ان کے آفس کا پتہ اور عہدہ معلوم کریں۔
انھوں نے واعدہ [کذا: وعدہ] کیا ہے کہ جیسے ہی نوجوان ان تک پہنچے گا وہ ملازمت دلا دیں گے۔ کارڈ ملفوف ہے، وہ بھی ان کو دے دیں۔
۲۔ میں سات تاریخ صبح لاہور پہنچ رہا ہوں۔ اور اتوار تک رہ کر شام کو واپس چلوں گا۔ یہ کام اس سے پہلے ہونا چاہیے۔
۳۔ میں [نے] فلم کی نقل فلم میں لے لی ہے۔ کاغذ پر پرنٹ کا کام نہیں ہوسکتا کہ کاغذ ختم ہوچکا ہے، بازار خالی ہیں۔
لہٰذا آپ کی فلم ساتھ لا کر اکرام صاحب چغتائی کے حوالے کروں گا کہ وہ آپ تک پہنچا دیں۔
خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔
بقیہ بوقت دگر، جلدی میں ہوں۔

حسام الدین

(۲۵)

۲۹ر فروری ۱۹۷۰ء

بھائی صاحب!

آپ کی کتاب پہنچی ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب آپ کو تعارف لکھ کر بھیج دوں گا۔ میں ۷ تاریخ [کو] لاہور گیا تھا، تزک کی فلم محمد اکرام صاحب چغتائی کو دے آیا ہوں کہ آپ تک پہنچا دے، امید ہے کہ پہنچ جائے گی۔
خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔

حسام الدین

(۲۶)

۹ر اپریل ۱۹۷۰ء

بھائی صاحب!

بہت دن کے بعد خط آیا! آپ نے ایک چھوٹی سی کتاب برائے مقدمہ ارسال فرمائی تھی؟ کیا ابھی تک مقدمہ کی ضرورت ہے۔
آخری جلد کے لیے براہ کرم آپ ڈار صاحب کو براہ راست لکھیں، وہ فوراً آپ کو بھجوا دیں گے۔
اخبارات آپ نے بھجوا دیں؟
جید کشمیری کا احوال ارسال کریں۔

حسام الدین

(۲۷)

۱۵ر اپریل ۱۹۷۰ء

محترم جناب قلعداری صاحب!

آپ کا گرامی نامہ میرے خط کے جواب میں ملا تھا۔ دراصل آپ میرا مطلب شاید نہیں سمجھے تھے۔ میں کوشش کر رہا

ہوں کہ آپ کا کتب خانہ بک جائے۔ خطی کتابوں کی حفاظت انفرادی طور پر ناممکن ہے، چاہے کتنا شوق اور لگن ہو۔

اخبارات کے پیسے آپ کو مل جائیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے رقم ملنے میں کتنی دیر ہوتی ہے اور کیا مراحل طے کرنے ہوتے ہیں۔

حاملِ عریضہ خاتون آپ کے خطی کتابوں کی فہرست بنانا چاہتی ہیں۔ براہ کرم آپ ان سے تعاون فرمادیں اور تمام کتابوں کی فہرست بنانے کی اجازت اور سہولت دیں۔ فروخت کا مسئلہ بعد میں طے کریں گے۔ ہر چیز آپ کے مرضی کے مطابق ہوگی۔ آپ مطمئن رہیں۔ یہ لاہور والے نہیں ہیں۔ آپ درحقیقت لاہور گزیدہ ہیں اور ہر آدمی سے خائف ہیں۔ میرے توسط سے جتنے مسائل طے ہوتے ہیں، آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اس میں لاہوریات بلکل [کذا: بالکل] نہیں ہوتی۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی نہیں ہوگا۔ آپ کی بہبودی اور بہتری بہر حال مدنظر ہوگی۔

والسلام

حسام الدین راشدی

(۲۸)

۲۵ر مئی ۱۹۷۰ء

برادر مکرم!

آپ کا گرامی نامہ بڑے انتظار کے بعد ملا، نیز اس سے یہ معلوم کر کے کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے بہت ہی دکھ ہوا۔ رب العالمین آپ کو صحت دے۔

آپ کے مسائل میرے ذہن میں ہیں، لوگوں سے جب واسطہ پڑتا ہے تو ہی ترش اور تلخ تجربے ہوتے ہیں، جن کی توقع نہیں ہوتی۔

میں نے لکھا تھا کہ اپنے اخبارات اور رسائل کی فہرست آپ قیمتیں لگا کر

۱) ڈائریکٹر آرکائیوز کے نام پر بھیج دیں۔

Directorate of Archives & Libraries

Govt. of Pakistan, Karachi.

۲) آپ لیاقت نیشنل لائبریری یونیورسٹی روڈ کراچی کے نام پر بھیج دیں۔

آپ نے ابھی تک ارسال نہیں فرمائیں۔ خدا کے لیے ابھی بیٹھ کر بنائیں اور بھجوائیں۔ ایک کاپی میرے نام پر بھیجیں۔ نیا سال آرہا ہے اس میں خرید کیے جاسکتے ہیں۔ لاہور والے مردود ہیں، انھیں اپنے آثار کا کوئی احساس نہیں۔

اپنے عزیز کی درخواست دوبارہ مجھے بھیج دیں۔ ربانی صاحب واعدہ [کذا: وعدہ] کر کے گئے تھے۔ اب اچھے بزرگوں کے فرزند بھی اگر جھوٹے واعدے [کذا: وعدے] کے عادی ہوجائیں تو انسان کہاں جائے؟ مجھے یقین دے گئے تھے۔ اس بنا پر میں نے لاہور بھجوانے کی تکلیف دی۔ خدا شاہد ہے کہ مجھے شدید احساس ہے۔ اگر تنہا میرے بس کی بات ہوتی تو ساری مشکلیں آسان تھیں۔

والسلام

حسام الدین

(۲۹)

۳ر دسمبر ۱۹۷۰ء

بھائی صاحب!

آپ کا خط مل گیا ہے۔ فوراً کتابیں اچھی طرح بکس میں لکڑی کے بند کر کے میل ٹرین سے آرکائیوز والوں کے لیے روانہ کردیں۔

فہرست بلٹی اور خط بھی ڈاک کے ذریعہ روانہ کردیں، دیر کی حالت میں ممکن ہے فیصلہ ردّ ہو جائے۔ اس گومگو کی حالت میں آپ نے سارے مواقع کھو دیے ہیں۔

پیسے آپ کو چیک کے ذریعے خود بخود مل جائیں گے۔

حسام الدین

[پس نوشت] اگر تذکرہ جس میں سندھی علماء کا ذکر تھا مجلّد ہو گیا ہو تو مجھے چند دن کے لیے بھیج دیں۔ اور کیا کتابیں نظر سے گذریں۔

(۳۰)

۲۴ر جولائی ۱۹۷۱ء

برادر مکرم!

گرامی نامہ ملا، جناب کے بڑے بھائی کے انتقال کا حال پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ لیکن ابھی والدہ محترمہ کے جدائی کا زخم کھائے ہوئے ہوں۔ اللہ رحم کرے، اس طرح کے عزیزوں کی جدائی سخت اور اس کے مقابلہ میں اپنی موت آسان ہے۔ اللہ پاک مرحوم کو مغفرت فرمائے۔ مجھے شریکِ غم سمجھئے۔

اردو بورڈ سے فی الحال میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگلی ممبر شپ کا ٹرم ختم ہو گیا ہے۔ نئے ممبروں کی نامزدگی نہیں ہوئی۔ اگر دوبارہ میں نامزد ہوا تو ضرور آپ کے دوست کی کوشش کروں گا۔ لیکن ان کے تحقیق کا نمونہ سامنے ہونا چاہیے۔ بورڈ میں زیادہ تر کام سائنس پر ہوتا ہے، یہ یاد رہے۔

کالج کے حالات جو کچھ ہوں، آپ اپنے تئیں ملازمت ترک نہ کیجئے گا۔ کوئی خود سے نکال دے تو نکال دے، خود آپ پہل نہ کریں۔ آج کل حالات روزگار کے سلسلہ میں سخت ابتر ہیں۔ شرفا [کا] گذارا مشکل بلکہ ناممکن۔ متوسط طبقہ پر دنیا تنگ ہو چکی ہوئی ہے۔ نہ جانے کس طرح سانس لے رہا ہے۔

آپ نے ایک عرصہ سے علمی خط و کتابت ختم کردی ہے۔ کیا بات ہے مجھے اس قابل نہیں سمجھتے یا آپ نے دلچسپی ختم کرلی؟

حسام الدین

(۳۱)

۱۰ر فروری ۱۹۷۲ء

برادر مکرم!

گرامی نامہ ملا۔ بڑی مہربانی۔ دو چار مرتبہ عریضہ لکھا آپ نے مصروفیتوں کی بنا پر جواب نہیں دیا۔ میں آپ کی فراغت اور یکسوئی کا منتظر رہا۔ بڑی خوشی ہوئی آپ خیریت سے ہیں۔

اقبال اکادمی سے اب ہمارا کوئی تعلق نہیں، اور نہ ڈار صاحب کا تعلق ہے۔ وہاں جو حضرات برسرِ کار ہیں وہ میرے کہنے پر عمل نہیں کریں گے۔ تذکرے کی آخری جلد میرے پاس نہیں ہے۔ آپ اگر براہِ راست ان سے منگالیں تو کمیشن کاٹ کر آپ کو بھیج دیں گے۔ آپ کو خود منگانا چاہیے ورنہ پہلی جلدیں بھی بے معنی ہوں گی۔

آپ اپنے علمی مشاغل سے آگاہ فرمائیں۔

والسلام

حسام الدین

(۳۲)

۲۳راگست ۱۹۷۳ء

برادرِ مکرم!

ایک مدت کے بعد آپ نے یاد فرمایا۔ بڑی عنایت۔

اس دوران میں خدا کا فضل شاملِ حال رہا، لیکن بیماریوں نے پیچھا نہیں چھوڑا، مختلف قسم کی علالتیں رہیں اور خدائے عزّ وجل کے فضل وکرم سے ہر بار صحت یاب ہو کر اٹھا۔ الحمدللہ۔

آپ فرمائیے کیا حال ہے؟ کیا ہو رہا ہے؟

دسمبر کے بعد میں کراچی سے باہر نہیں گیا اور نہ فی الحال ڈاکٹر اجازت دیتے ہیں۔

اپنی خیریت سے اس طرح آگاہ فرماتے رہیں گے تو پرانے دنوں کی یادیں تازہ رہیں گی۔

والسلام

حسام الدین

(۳۳)

۱۶راکتوبر ۱۹۷۳ء

بھائی میرے!

گرامی نامہ میرے غیاب میں آیا جبکہ میں ایران گیا ہوا تھا۔

آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے، اس میں، میں کوئی خدمت سرانجام نہیں دے سکتا۔ حکومت میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اگر تھوڑی سی قدرت ہوتی تو میں حتماً خدمت کرتا۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور اپنے علمی کام میں مشغول ہوں گے۔

والسلام

نیازمند

حسام الدین راشدی

(۴۴)

۲۰ ر مارچ ۱۹۷۷ء

برادر مکرم جناب قریشی صاحب!

گرامی نامہ صادر ہوا۔ پرسش احوال کے سلسلہ میں شکر گزار ہوں۔ میں جون سے بیمار رہا ہوں اب خیریت سے ہوں۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے اس وقت صحت مند ہوں۔ آئندہ کے لیے دعا فرمائیے گا کہ رب کریم اپنا لطف فرمائے۔ فی الحال علمی کام بند ہیں۔ صحت کی طرف سے اطمینان ہو جائے تو کام شروع کروں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

والسلام

نیاز مند، حسام الدین

حواشی:

۱۔ تفصیلی حالات کے لیے: صباح الدین عبدالرحمٰن، پیر حسام الدین راشدی اور ان کے علمی کارنامے، کراچی، ۱۹۸۴ء۔

۲۔ مزید حالات کے لیے: شرافت نوشاہی، سیّد شریف احمد، شریف التواریخ، جلد۳، حصہ۹، ص ۱۳۱، جلد۳، حصہ ۱۲، ص ۱۱۴، لاہور، ۱۹۸۴ء۔

۳۔ تذکرہ شعرائے کشمیر، کراچی، ۱۹۶۷ء، جلد اوّل، صفحہ ۷، نیز دیکھیے، جلد ۱، ص ۲۲۷، جلد ۳، ص ۱۵۴۶، حاشیہ۔

خط ۱:

۱۔ ڈاکٹر قلعہ داری کے کتب خانہ اور اس میں موجود مسودات اور مخطوطات کی فہرست کے لیے دیکھیے: ''کتب خانہ القرشیہ قلعہ دار'' مشمولہ رسالہ ''کتاب دوست''، اسلام آباد، شمارہ۲، رمضان ۱۴۰۶ھ۔

۲۔ ڈاکٹر کرنل خواجہ عبدالرشید (۱۹۱۲ء۔۱۹۸۳ء) کی طرف اشارہ ہے جو ''تذکرہ شعرائے پنجاب'' کے لیے قلعہ داری صاحب سے مواد لیتے رہے تھے۔

۳۔ یہ ''تذکرۂ شعرائے کشمیر'' بزبان فارسی ہے اور اس میں کشمیر کے مقیم اور کشمیر کے بارے میں فارسی اشعار کہنے والے ۳۰۰ شعرا کا جامع ذکر ہوا ہے۔ یہ چار جلدوں میں شعرا کے تخلص کی ترتیب پر ۶۹۔۱۹۶۷ء میں اقبال اکادمی، کراچی کی طرف سے شائع ہوا۔

خط ۴:

۱۔ میں نے قلعہ داری صاحب سے پوچھا کہ یہ کون سا تذکرہ ہے؟ انھوں نے بتایا یہ شعرا کا نہیں بلکہ کشمیری صوفیا کا تذکرہ تھا، لیکن نام انھیں یاد نہیں ہے۔

خط ۵:

۱۔ صحیح نام حمید احمد خان (۱۹۰۳ء۔۱۹۷۴ء) جو ۶۹۔۱۹۶۳ء پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر رہے۔

خط ۶:

۱۔ قلعہ داری صاحب نے تذکرۂ شعرائے کشمیر کی طباعت کے مناسبت سے فارسی قطعۂ تاریخ کہا اور راشدی صاحب کو بھیجا۔ لیکن انھوں نے اسے شامل اشاعت نہیں کیا۔ وہ اسے خودستائی پر محمول کرتے تھے۔ دیکھیے خط نمبر ۲۲۔

۲۔ احمد یار خان متخلص بہ یکتا۔ پنجاب کے فارسی گو شاعر، وفات ۱۱۴۷ھ، ان کا مزار پنجاب میں خوشاب کے مقام پر ہے۔ ان کی فارسی تصانیف سے دیوان اشعار، مثنوی ہیر و رانجھا اور رسالہ شش فصل یادگار ہیں۔

خط ۷:

۱۔ ملا ابوالبرکات منیر لاہوری، جوان سالی میں، ۱۰۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ فارسی نثر نویس، شاعر اور نقاد تھے۔ دیوان اشعار اور چند ادبی مناظرے ان کی یادگار ہیں۔

۲۔ مسند ابو یعلیٰ، حدیث کی کتاب ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ پیر جھنڈا لائبریری، سندھ میں تھا۔ قلعہ داری صاحب کو اس کا عکس اپنے ایک کرم فرما سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی کے لیے درکار تھا۔ اب مسند ابو یعلیٰ طبع ہو چکی ہے۔

خط ۹:

۱۔ شاید مولانا غلام رسول مہر (۱۸۹۵ء۔۱۹۷۱ء)

۲۔ قلعہ داری صاحب نے منیر لاہوری کا فارسی دیوان مرتب کیا تھا۔ جو حکیم محمد موسیٰ امرت سری کے فراہم کردہ ایک قلمی نسخے پر مبنی تھا۔ بقول قلعہ داری صاحب، یہ دیوان ٹائپ ہو چکا تھا لیکن طبع نہ ہو سکا۔

۳۔ مقالات الشعرا از علی شیر قانع تتوی اور تکملۂ مقالات الشعرا از مخدوم ابراہیم خلیل، دونوں کتابیں پیر صاحب نے مرتب کر کے شایع کیں۔

خط ۱۴:

۱۔ یہ پتا ملفوف تھا: ڈائریکٹوریٹ آف آرکائیوز اینڈ لائبریریز، گورنمنٹ آف پاکستان، بلاک نمبر ۹۷، پاکستان سیکریٹریٹ، کراچی۔۱

خط ۱۶:

۱۔ منیر لاہوری کی یہ مثنوی، جس کا راشدی صاحب نے کئی خطوط میں ذکر کیا ہے، کشمیر کی تعریف میں ہے۔ اس کا متن تذکرۂ شعرائے کشمیر کی تیسری جلد میں منیر کے حالات کے ضمن میں چھپا ہے۔ قلعہ داری صاحب نے اپنے کسی نسخے سے اسے نقل کروا کر راشدی صاحب کو بھیجا تھا لیکن وہ نقل بمطابق اصل نہ تھی اور راشدی صاحب کو اشکالات تھے۔ یہ مثنوی تذکرۂ شعرائے کشمیر میں انھی اشکالات کے ساتھ چھپی ہے جو مصرعے نہیں پڑھے گئے وہاں نقطے لگا دیے گئے ہیں۔

خط ۱۸:

۱۔ شاید مولانا غلام رسول مہر کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ تکملۂ مقالات الشعراء از مخدوم ابراہیم خلیل اور مقالات الشعرا از قانع تتوی۔

خط ۱۹:

۱۔ بشیر احمد ڈار (۱۹۰۸ء۔۱۹۷۹ء)، اُس وقت اقبال اکادمی، کراچی کے ڈائریکٹر تھے۔

۲۔ میرزا محمد منور (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۰ء)۔اقبال اکادمی کے ڈائریکٹر رہے۔
۳۔ فخری ہروی کا تصنیف کردہ فارسی گو شاعرات کا تذکرہ ہے۔

خط۲۰:

ا۔ تذکرۂ علماے احناف از کلیم اللہ چھپانوی مراد ہے۔

خط۲۴:

ا۔ احمد ربانی، مولوی محمد شفیع کے فرزند اور ان کے علمی مقالات اور یادداشتوں کے مرتب و ناشر۔

خط۳۰:

ا۔ ڈاکٹر قلعہ داری کے بڑے بھائی کیپٹن محمد رمضان تبسم قریشی (۱۸۹۹ء۔۱۹۷۳ء) جو ۱۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو گجرات میں فوت ہوئے۔ یہاں الجھن یہ ہے کہ خط پر راشدی صاحب نے تاریخ اس طرح ڈالی ہے 24/7 یعنی ۲۴ جولائی۔ اور سال نہیں لکھا۔ لفافے پر ڈاک خانے کی مہروں میں 71 بطور سال پڑھا جاتا ہے۔ ممکن ہے خط کسی غلط لفافے میں رکھا گیا ہو۔